

مجاہد تحفظ ختم نبوت

ہم اس غم کی ترجمانی سے قاصر ہیں۔ جو حضرت امیر شریعت مرحوم کے ابدی فراق سے ہمارے دلوں میں پیدا ہوا ہے۔ جہاں تک رشتہ و پیوند کا تعلق ہے، شاہ جی مرحوم کے افراد خانہ کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ مگر ان کی نگاہ ناز کے گھاتوں کا شمار ممکن نہیں۔ مسلمان تو ہزار جان سے آپ کے حلقہ بگوش تھے ہی غیر مسلموں میں بھی لاکھوں آنکھیں ایسی ہوں گی۔ جو آج آپ کی وفات حسرت آیات پر خون کے آنسو رو رہی ہوں گی۔

اسے ہمارے آقا:-

دل وہ کیا جس کو نہیں تیری تمنائے وصال
آنکھ وہ کیا جس کو تیری دید کی حسرت ہی نہیں

ہم عام لوگ جو شاہ جی مرحوم کی حسین و جمیل صورت کے شید اور صرف ان کی سربیان کے دل و جان سے قائل ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم ان کی اس جدائی کو بڑی مشکل سے برداشت کر سکیں گے۔ مگر وہ حضرات جنہوں نے مجاہد ختم نبوت کو زیادہ قریب سے دیکھا، سفر و حضر اور قید و بند میں ان کی معیت کا شرف حاصل کیا۔ آج ان کے قلوب کی کیفیت کا نقشہ ہم سے مختلف ہے۔ ہمارے مخدوم و محبوب امیر شریعت حق یقین کی تمام شرائط کے ساتھ ان علمائے امت اور صلوات ملت کے سرخیل تھے۔ جن کے حق میں خاتم الانبیاء ﷺ کا ارشاد گرامی صادق آتا ہے۔ کہ

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

سید احرار حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ہم پیغمبر نہیں کہتے۔ اور نہ ہی حسین ابن علیؑ مانتے ہیں۔ مگر زبان مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں یہ بھی کہنے کا استحقاق رکھتے ہیں کہ پروردگار عالم نے جہاں باقی علماء خیر میں فکر و عمل کے لحاظ سے بنی اسرائیل کے نبیوں کی صلاحیتیں رکھیں ہیں۔ وہاں اس مجاہد ختم نبوت کو صدیقیت کے انوار، فاروقیت کی نگاہ خدا داد، عثمانی جود و سخا، اور علوی شجاعت، حسنی تدبیر اور سیاست معاویہ سے بڑی حد تک نوازا تھا ہم نہیں کہتے جیسے غیر مسلم دنیا سے پوچھے کہ شاہ جی مرحوم لاکھوں کے مجمع میں اپنی خطابت کے سر جلال سے قلوب و ارواح کو کس قدر مسحور کر لیتے تھے۔ قرآن حکیم کی ملکوتی اور فردوسی تائیں جب سامعین پر کیف و سرور کی بارش برساتی تھیں۔ تو ان کے دل بلا امتیاز مذہب و ملت، کتاب اللہ کی الہامی عظمت سے جمو جاتے تھے۔

ہائے ہائے ۲۱ اگست کی شام۔ چھ بجکر چند منٹ پر ہم نے کیا گنوا یا؟ ہم کس رہنما کی قیادت سے ہمیشہ کے

لئے مرموم ہو گئے؟ ہم اس آسمان کے نیچے اور اس سر زمین کے اوپر اس عظیم المرتب خطیب کا بدل کب پائیں گے؟ کیا ہماری زندگی میں یا ہماری آئندہ نسلوں کے سامنے پروردگار عالم کی طرف سے کوئی انسان شاہ جی ساجد و جمال، شاہ جی ماسر خطابت، شاہ جی سی جرات مومنانہ لے کر آئے گا؟ پھر اپنوں اور غیروں کو اپنی نگاہوں کا یوں شکار کرے گا۔ اور شاہ جی کی طرح دلوں پر حکومت کرے گا۔ یہ کچھ ایسے سوالات ہیں۔ جن کا جواب دینے سے ہم قاصر ہیں۔ بعض اوقات غم و اندوہ جنوں و دیوانگی پر منتج ہوتے ہیں۔ خدائے علیم و خبیر کو ہی خبر ہے کہ اور کتنے شاہ جی منصفہ شہود پر جلوہ گر ہونے والے ہیں۔ لیکن ہم اندوہ رسیدہ خیالات اور زخمی جذبات کا کیا کریں۔ پھر خیال آتا ہے کہ لاکھوں انسان ارض ہند و پاک میں اپنی زندگی کے آخری دم تک جب شاہ جی مرحوم کا خیال کریں گے تو ان کے دل میں ایک ہوک اٹھے گی۔ جو روح کو لرزہ بر اندام کرے گی، جذبات کو نشتر فرقت سے مبروح کرے گی، اور آنکھوں کو اشک ہائے عنابی سے تر کرے گی۔ اور جب ہم جلموں میں بیٹھ کر اوروں کے منہ سے وعظ سنیں گے تو یقیناً ہم کو شاہ جی کی الہامی آواز اپنی یاد دلانے لگی۔

جب سامنے ساغر آتا ہے اک ہوک سی اٹھتی ہے دل میں
ساقی کی ادا یاد آتی ہے مفضل کا خیال آجاتا ہے

ساقی کی ادا

اللہ! اللہ! شاہ جی کا وہ جلال خطابت، وہ لمن داؤدی، وہ حسن ملکوتی، وہ ہیبت غازیانہ، وہ فصاحت کی اثر آفرینی، وہ بلاغت کی دلربائی، وہ سامعین کا سراپا چشم و گوش بن کر شاہ جی کی تھاریر کا کسی کسی گھنٹے مستانہ وار جھوم جھوم کر سننا، وہ ظرافت کی چاشنی، وہ متانت کا دبدبہ، وہ تبسم و رقت کی ہم آہنگی، وہ آیات قرآنی کی شیریں تلاوت، وہ اشعار کی برجستگی اور جلال فصول کاری۔ وا خسرنا۔ وا نصیب! ہم اس حسی و حسیٰ منظر سے مرموم ہو گئے۔ گلابی چہرے پر زلفوں کی لٹک، ایک ہاتھ میں کھارٹی، دوسرے ہاتھ کا آٹس ہاتھ پر ایک خاص انداز سے مارنا، گردن کا مہربانہ طریق سے بلانا، بیٹھے بیٹھے جوش خطابت سے کھڑے ہو جانا، نگاہ سر اور نگاہ میں گیر و رنگ کا اسماعیلی پیر بن یا یوں کہیے۔ کعبہ شہادت کے حاجی کا جامہ احرام! زبان پر مذہب و سیاست کے نکات و حقائق اور دل میں خاتم المرسلین ﷺ کے دین کی والہانہ محبت۔ سبحان اللہ نہ حاضرین سے مرعوب نہ حکومت کا خوف۔ بلکہ سی آئی ڈی والوں کی طرف اشارہ کر کے فرمانا۔

اکثر ہم لا یعقلون۔ (اکثر کم عقل ہیں)

اور پھر نہایت اطمینان سے مسکرا دینا۔ خدا شاہد ہے کہ شاہ جی مرحوم حریت کا مجسمہ تھے۔

مردِ حر محکم زور ولا تنف
ما بمیدان سر بیب او سر بکف

ہاں ہاں۔ اسے دورِ حاضر کے نوجوانو اور رسول ہاشمی ﷺ کی غلامی میں اپنی نجات کے متلاشیو! وہ کون تھا۔ جو

لاکھوں افراد میں بغیر تعارف سید وقائد نظر آتا تھا؟ اس کی آواز بھی شیر زیاں کی گرج تھی۔ اس کی آنکھوں میں عقاب کی نگاہوں کی چمک تھی۔ وہ زندگی کے ہر لمحے میں ناموس مصطفیٰ کی حفاظت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار تھا۔ جس کا عہد شباب تا عالم کھولتے نو سال تک قید و بند میں گزارا تا کہ حضور اکرم ﷺ کی یہی زندگی کی فیروسی کا حق ادا ہو سکے۔ انگریزوں کی سنگینیں، ٹانما سازشیں، خوف و دہشت کے گھناؤنے ناحول، مخالفوں کی معاندانہ حرکات، خفتہ مسلمان قوم کی بے حسی اور بے مروتی پر جلنا، ہمسایوں کی کس سپرسی، خود غرضوں کی منافقانہ چیرہ دستیایں اور مخلصوں کا فقدان اس کو اپنے عزم محکم سے پیچھے نہ ہٹا سکا۔ فرمایا کرتے تھے۔

قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں! وہ طوفان میں ابھرنے والا وہ سیلابوں میں چلنے والا، اور چار دانگ عالم کو آگ برساتے پا کر بھی باواز بلند پکارتا رہا۔

حادثہ! کچھ بھی توقف نہ کرو آنے میں
ہم تو تیار ہیں ہر موج طوفان کے لئے
ساتھی سم جائے مگر وہ ان کو یہ کچھ کراہا کرتا!

موجوں سے جو کھیلنے والے ہیں وہ یہ بھی اشارہ کرتے ہیں طوفان
ہی ڈبویا کرتے ہیں طوفان ہی ابھارا کرتے ہیں

ہم نے شاہ جی کی فطرت کو جس قدر خطر پسند پایا اس کی نظیر قرون اولیٰ کے سوا بہت کم ملتی ہے۔ ان کا ضمیر ان کو ہمیشہ ہی بھتا رہا۔

اے ذوقِ اذیت مجھے منہ ہار میں لے چل
سائل پہ کچھ اندازہ طوفان نہیں ہوتا

المختصر! آج ہمارے محبوب شاہ جی اپنی آخری آرام گاہ میں مواصلتِ راحت ہیں مگر ہم کو یقین کامل ہے کہ خاکِ قبرش از سن و تو زندہ تر!

آئیے۔ اب عالمِ مویّت میں آنسو بہالیں۔ اہل دل کو جتنا خاموشی سے آنسو پیئے اور بہانے میں مڑا ہے۔ باتوں میں نہیں۔

